QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

نایاب علمی وادبی سرمایے کا تعارفی و تحقیقی مطالعہ

An Introductory and Analytical Study of Rare Scholarly and Literary Works

1. **Dr. Naila Abdul Karim**
   Assistant Professor, Department of Urdu, University of Mianwali, Mianwali, Pakistan.
   Email: nailakarim7@gmail.com
2. **Dr. Aamar Iqbal**
   Assistant Professor, Department of Urdu, Muslim Youth University, Islamabad, Pakistan.
   Email: aamiriqbaledu@gmail.com
3. **Dr. Mudassar Iqbal**
   Head of Urdu Department, Superior College, Gujrat, Pakistan.
   Email: mudassarshah223@gmail.com

Abstract

Dr. Khwaja Abdul Hameed Yazdani stands out as one of the most versatile literary figures whose scholarly contributions span across multiple genres of Urdu and Persian literature. His intellectual brilliance was evident from his student years when his literary essays began to appear in *Imroze*, one of the most esteemed newspapers of that time. His debut article, *"Jafar Zatalli and His Serious Poetry"*, immediately positioned him as a promising young critic with a sharp grasp of literary analysis. During his M.A. in Persian, Yazdani's creative versatility was further established through his satirical essay *"Hakeem Seetanas Hajjaam Papoori"*, which was presented in an academic gathering chaired by the distinguished scholar Dr. Syed Abdullah. This parody of classical *tazkiras* not only reflected his wit and humor but also underscored his innovative engagement with literary traditions. Yazdani's works range across translation, criticism, research, and poetry, each adding a distinctive dimension to Urdu's scholarly heritage. His writings reveal both intellectual rigor and creative depth, making him an indispensable figure for students of Urdu literature. Many of his works, though not widely known, serve as invaluable treasures for contemporary researchers, offering insights into literary criticism, historical perspectives, and stylistic analysis. This paper undertakes an introductory and analytical study of Yazdani's contributions, highlighting his significance in the broader literary landscape. By drawing attention to his lesser-known yet impactful works, the study seeks to preserve and promote awareness of these hidden intellectual treasures. In doing so, it underscores the need for renewed academic engagement with rare scholarly and literary resources in Pakistan.

Keywords: Rare Scholarly Works, Urdu Criticism, Dr. Yazdani, Literary Heritage, Research Significance, Analytical Study

تعارف موضوع

ادب و تحقیق کے میدان میں بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی خدمات ان کے عہد سے بہت آگے تک اثر انداز ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی بھی انہی میں سے ایک نام ہیں جنھوں نے اردو اور فارسی ادب میں متنوع علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔ ان کے ابتدائی دورِ طالب علمی ہی سے ان کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کیا جانے لگا تھا، جب ان کے مقالات *امروز* جیسے معیاری اخبار میں شائع ہوئے۔ ان کی تحریروں میں نہ صرف تحقیق

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سنجیدگی بلکہ تخلیقی رنگ بھی جھلکتا ہے۔یزدانی نے تنقید، تحقیق، ترجمہ اور شاعری کے میدان میں قابلِ ذکر کام کیا اور ان کے کئی مضامین و کتب علمی حلقوں میں باعثِ تحسین سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی طنزیہ و مزاحیہ تحریریں بھی ادبی روایت کا ایک نیا رخ پیش کرتی ہیں، جو ان کے تخلیقی کمال کی علامت ہے۔اس مقالے کا مقصد یزدانی کی علمی و ادبی خدمات کا تعارفی و تحقیقی مطالعہ کرنا ہے تاکہ محققین اور قارئین ان علمی و ادبی سرمایوں سے بخوبی واقف ہو سکیں اور ان سے علمی و تحقیقی استفادہ ممکن ہو۔

مطبوعات

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی حیاتِ مستعار کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف کی نذر ہوا۔ وہ ایک ہمہ جہت اور ہمہ صفت قلمکار تھے جن کی فکری جولانگاہ محض ایک یا دو اصناف تک محدود نہ رہی، بلکہ وہ ادب، تاریخ، علم سیاسیات، فنِ ترجمہ، شاعری، طنز و مزاح، اقبال و غالب شناسی، تنقید، موسیقی، تصوف اور دیگر متعدد شعبہ ہائے علم و فن میں یکساں مہارت کے حامل تھے۔ ان کا علمی و ادبی سرمایہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں محفوظ ہے، اور ہر دو لسانی روایت میں ان کی کاوشیں نہایت گراں قدر تسلیم کی جاتی ہیں۔

ان کی تصانیف کا یہاں زمانی ترتیب کے اعتبار سے ایک مختصر تذکرہ پیشِ خدمت ہے:

"دربارِ ملی: قومی زندگی کی کہانی، معاصرین کی زبانی"

یہ گراں مایہ تالیف سنہ ۱۹۶۶ء میں مجلس ترقیِ ادب، لاہور کے زیرِ اہتمام منصہ شہود پر آئی۔ اس کے مرتبین میں ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ اکرم اور ڈاکٹر وحید قریشی شامل ہیں، جبکہ اس کے دقیق ترجمہ، مبسوط حواشی اور محققانہ تعلیقات ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے نہایت علمی وقار کے ساتھ تحریر کیے۔

یہ ضخیم مجلد تین اجزاء پر مشتمل ہے:

جزوِ اوّل: دورِ سلاطین　**جزوِ دوم**: دورِ تیموریانِ ہند　**جزوِ سوم**: دورِ متاخرین

یہ تصنیف برصغیر ہند و پاک میں چوتھی صدی ہجری کے اواخر سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک فارسی نثر کے شاہکار نمونوں کا انتخاب ہے۔ اس مجموعہ میں تصوف، تاریخ، علم و ادب، مکاتیب، انشاء، سوانح اور دیگر کثیر الموضوع تحریریں شامل ہیں، جو اس کتاب کو ایک منفرد جامعیت عطا کرتی ہیں۔ "دربارِ ملی" کا اردو قالب محض ترجمہ نہیں بلکہ اردو نثر میں ایک گراں قدر اضافہ اور تراجم کی روایت میں ایک سنگِ میل ہے، جو زبان، بیان اور فکری تہذیب کا آئینہ دار ہے۔(1)

"بین الاقوامی سیاسیات"۔ علم و دانش کا ایک دریچہ عہدِ جدید کی بین الاقوامی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لیے جن علمی منابع کا سہارا لیا جاتا ہے، ان میں *International Politics* کو ایک بنیادی حیثیت عہدِ جدید کی بین الاقوامی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لیے جن علمی منابع کا سہارا لیا جاتا ہے، ان میں *International Politics* کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اردو زبان میں اس علم کو فروغ دینے کی ایک اہم اور بامعنی کوشش ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی اور پروفیسر رائے حمید علی خان نے کی، جنہوں نے اس کتاب کو اردو کے قالب میں نہایت سلیقے اور شعور کے ساتھ ڈھالا۔

1۔ خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر، مترجم "دربارِ ملی"، مجلس ترقی ادب ملک روڈ، لاہور، ۱۹۶۶ء

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

یہ ترجمہ محض الفاظ کی منتقلی نہیں بلکہ ایک تہذیبی و فکری مکالمے کی تشکیل ہے، جسے نذر سنز لاہور نے جنوری 1974ء میں اشاعت کے مرحلے سے گزار کر اردو داں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

کتاب کا ڈھانچہ منظم اور مدبرانہ انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ پیش لفظ کے بعد کتاب کو گیارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں ہر باب ایک منفرد فکری جہت کا آئینہ دار ہے:

1. بین الاقوامی سیاسیات –وہ منظر نامہ جہاں اقوام کے باہمی تعلقات کے خدوخال ابھرتے ہیں۔
2. بین الاقوامی سیاسیات کے مطالعے کے طریقے – تحقیق و تجزیے کی راہیں جو قاری کو بصیرت عطا کرتی ہیں۔
3. قومی مفاد –اقوام کی پالیسیوں کے پیچھے کارفرما محرکات کا رمز۔
4. طاقت –سیاست کا وہ ابدی عنصر جو تاریخ کے ہر موڑ پر جلوہ گر رہا ہے۔
5. توازنِ طاقت –بین الاقوامی استحکام کی نازک مگر ضروری تدبیر۔
6. بین الاقوامی سیاسیات میں اتحاد –مفادات کی ہم آہنگی اور قربت کے زاویے۔
7. اجتماعی تحفظ –امن و سلامتی کی مشترکہ کوششیں اور ان کے دائرہ کار۔
8. ڈپلومیسی –سفارتی رموز و حکمت کی دلکش تصویر۔
9. حقیقت پسندی –بین الاقوامی تعلقات کا بے لاگ اور حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر۔
10. نظریہ پسندی –اقدار اور اصولوں پر مبنی سیاسی تصورات کی گونج۔
11. بین الاقوامی اخلاقیات –اقوام کے کردار میں اخلاقی میزان کا دخل۔

یہ کتاب محض سیاسی نظریات کا ترجمان نہیں، بلکہ فکری جستجو کے متلاشی ذہنوں کے لیے ایک مشعل راہ بھی ہے۔ ترجمے کا اسلوب نہایت رواں، شستہ اور سلیس ہے، جو نہ صرف اصل متن کی معنویت کو برقرار رکھتا ہے بلکہ اردو زبان کی جمالیاتی لطافت کو بھی مجروح نہیں ہونے دیتا۔(1)

"برصغیر میں موسیقی کے فارسی ماخذ"–علم، ذوق اور تحقیق کا نادر امتزاج

برصغیر کی تہذیبی تاریخ میں موسیقی محض ایک فن نہیں، بلکہ روح کی غذا، دل کی زبان اور فضا کی خوشبو رہی ہے۔ اس خطے میں موسیقی کے فارسی ماخذات کی تلاش اور ان کا اردو روپ ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے نہ صرف تاریخ کو جلا بخشی بلکہ اردو زبان کو بھی ایک نئے ذائقے سے روشناس کیا۔ اسی قبیل کی ایک بے مثل کتاب "برصغیر میں موسیقی کے فارسی ماخذ "ہے، جس کی ترتیب و تدوین کی ذمہ داری رشید ملک نے سنبھالی، اور ترجمہ و تحشیہ کی دقیق اور پرشوق کاوش ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کے ذمے رہی۔ یہ کتاب ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، پنجاب یونیورسٹی، لاہور کی جانب سے 1983ء میں منصۂ شہود پر آئی۔ پانچ سو گیارہ (511) صفحات پر محیط اس علمی مرقعے میں اکیس (21) عنوانات شامل ہیں، جو ہر عنوان میں ایک نئے جہانِ موسیقی کے دریچے وا کرتے ہیں۔

(1) خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "بین الاقوامی سیاسیات "نذر سنز، لاہور، س،1974ء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ڈاکٹر یزدانی نے محض ترجمے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک سچے محقق کی طرح، ہر ساز، ہر اصطلاح، ہر اشارے اور ہر ابلاغی پیرایے کا اردو متبادل تلاش کیا۔ یہاں تک کہ فارسی اشعار کو باذوق پیرائے میں اردو میں ڈھال دیا، اور جہاں مطلب کے پردے دبیز تھے، وہاں **حواشی** کی روشنی میں مفہوم کو منور کیا۔ اگر کسی عبارت میں ابہام تھا یا نقطے کاتب کے قلم سے چھوٹ گئے تھے، تو مترجم نے وہاں سوالیہ نشان لگا کر قاری کو متنبہ کیا، گویا وہ محض مترجم نہیں، قاری کا ہمسفر بھی ہے۔

کتاب کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مترجم نے مولفین کتب اور ان کے متون کے بارے میں تعارفی سطور فراہم کیں، تاکہ قاری کو مواد کے پس منظر کا بھی شعور حاصل ہو۔ **امیر خسرو** کی مثنوی *قرآن السعدین* سے اخذ کردہ اقتباسات میں جہاں موسیقی سے غیر متعلقہ اشعار آئے، ڈاکٹر یزدانی نے ان کی نشان دہی بھی دیانت داری سے کی۔ گویا وہ قاری کو تحقیق کی کٹھن راہوں میں بھٹکنے نہیں دیتے، بلکہ ہر موڑ پر رہنمائی فرماتے ہیں۔ کرتے ہوئے بے شمار غلطیوں سے متن کو آلودہ کر دیا تھا، لیکن ان خامیوں کے باوجود ڈاکٹر یزدانی نے نہایت جانفشانی سے ان کٹھن پہاڑوں کو سر کیا اور اس قیمتی علمی خزانے کو اردو قارئین کے لیے قابلِ فہم بنا دیا، یہ کتاب صرف ایک ترجمہ نہیں، بلکہ ایک تہذیبی، فکری اور جمالیاتی احیاء ہے۔ موسیقی جیسے لطیف فن کو جس طرح فارسی مصادر کی روشنی میں اردو لباس پہنایا گیا، وہ اردو علمی ادب میں ایک انمول اضافہ ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ "برصغیر میں موسیقی کے فارسی ماخذ" محض ایک کتاب نہیں، بلکہ ایک گمشدہ تہذیب کی صدا ہے جو ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی آواز میں آج بھی سنائی دیتی ہے۔(2)

(2)خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "برصغیر میں موسیقی کے فارسی ماخذ" ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1983

"ذکرِ رسولؐ... مثنویِ رومی میں"–حکایتوں میں جگمگاتا نورِ محمدیؐ

مثنویِ مولانا روم، صوفیانہ فکر و وجدان کا وہ بحرِ ناپیداکنار ہے، جس کی ہر موج کسی نہ کسی حکمتِ قرآنی سے معمور نظر آتی ہے۔ عشقِ الٰہی، معرفتِ نبویؐ اور اسرارِ حقیقت کی یہ لازوال داستان، اپنے قلب میں وہ نغمۂ صداقت رکھتی ہے، جو ہر سننے والے کے باطن کو جھنجھوڑ دیتا ہے۔ اسی بحرِ معانی سے ایک خوشبو "ذکرِ رسولؐ... مثنویِ رومی میں" کی صورت میں ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اردو قارئین تک پہنچائی ہے۔

یہ تصنیف، جس کے بیشتر مقالات "المعارف" اور "اقبالیات" جیسے معتبر علمی جرائد کی زینت بن چکے تھے، 2007ء میں سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور کے زیرِ اہتمام کتابی صورت میں منظرِ عام پر آئی۔ لیکن اس کی علمی و روحانی عظمت کو مدتوں پہلے تسلیم کیا جا چکا تھا، جب 1987ء میں صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے اسے سیرت ایوارڈ سے سرفراز کیا۔

کتاب کا آغاز پیش گفتار سے ہوتا ہے، جس کے بعد چھ دفاتر پر مبنی ابواب، مثنویِ رومی کی دعائیں، طفل و کودک کی تمثیلات اور مآخذ جیسے مباحث پیش کیے گئے ہیں۔ 233 صفحات پر پھیلی یہ کاوش صرف ایک تنقیدی مطالعہ نہیں، بلکہ عشقِ رسولؐ سے معمور دل کی سجدہ ریز تحریر ہے، جو مثنوی کے اشعار سے نورِ نبوت کے جلوے کشید کرتی ہے۔

(1)خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "بین الاقوامی سیاسیات" نذر سنز، لاہور، س، 1974ء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مثنوی کے اشعار میں قرآن کی تعلیمات، حکمتیں اور نبویؐ فیضان اس طرح مندرج ہیں کہ گویا ہر حکایت کے بطن سے ایک نئی جہتِ رسالت ابھرتی ہے۔ ان حکایات میں حضور ﷺ کا ذکرِ مبارک نہ صرف بار بار آتا ہے، بلکہ ہر بار ایک نئے رنگ، نئے زاویے اور نئی محبت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔
ڈاکٹر یزدانی نے مولانا رومی کی تقلید میں چھ دفاتر پر مشتمل اس کتاب کو مرتب کیا، اور ہر دفتر میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ذکرِ خیر کو اس جامعیت اور دلنشینی سے سمیٹا ہے کہ قاری نہ صرف فکری بالیدگی پاتا ہے بلکہ روحانی سرشاری سے بھی لبریز ہو جاتا ہے۔ جا بجا احادیثِ مبارکہ اور آیاتِ قرآنی کے حوالہ جات شامل کر کے متن کو صرف ایک علمی تحقیقی کتاب ہی نہیں، بلکہ ایک مستند سیرت نگاری کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ نہ صرف عشقِ رسولؐ کے چراغ روشن کرتی ہے بلکہ مثنوی کے رموز و اشارات کو سمجھنے کے لیے ایک مؤثر رہنما بھی ہے۔ "ذکرِ رسولؐ... مثنویِ رومی میں"، ادب، تصوف اور سیرتِ نبویؐ کے سنگم پر قائم وہ علمی مینار ہے، جو آنے والے وقتوں میں بھی روشنی بکھیرتا رہے گا۔(1)

"مرقعِ دہلی"—زوال آمادہ تہذیب کا آئینہ دار مرقع

ادب کی دنیا میں کچھ کتابیں صرف مطالعے کی چیز نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ایک عہد، ایک تہذیب، اور ایک معاشرت کی آواز بن جاتی ہیں۔ نواب درگاہ قلی خان کی فارسی تصنیف "مرقعِ دہلی" بھی ایسی ہی ایک نایاب یادگار ہے، جس میں اٹھارہویں صدی کے نصف اول کی دہلی اپنے تمام تر رنگ، شور، ذوق اور شکست کے ساتھ سانس لیتی محسوس ہوتی ہے۔ اس تہذیبی یادداشت کو اردو کے قالب میں ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی جیسے بلند پایہ محقق، مترجم اور فارسی داں نے منتقل کیا۔ ترجمہ نہ صرف سلیقے اور وفاداری سے کیا گیا ہے بلکہ اس میں فارسی زبان کی لطافت اور اردو کی شائستگی کو اس مہارت سے ہم آہنگ کیا گیا ہے کہ قاری اصل کے حسن سے محروم نہیں رہتا۔ یہ کتاب ۸۲ صفحات پر محیط ہے اور ۱۹۸۸ء میں ایلفابراو ولاہور سے شائع ہوئی۔ کتاب میں فارسی متن بھی شامل کیا گیا ہے، جو تحقیق و موازنہ کے طلبگار قارئین کے لیے ایک علمی سہولت ہے، تاہم حواشی شامل نہیں کیے گئے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ عام قاری کے ذوق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سہل و رواں انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
"مرقعِ دہلی" محض ایک تاریخی کتاب نہیں، بلکہ زوال پذیر مغلیہ تہذیب کا ایک ادبی و معاشرتی مرثیہ ہے۔ اس میں دہلی کی گلیوں، بازاروں، ادبی نشستوں، اہلِ کمال کی محفلوں، شاہی تقاریب اور عوامی دلچسپیوں کا ایسا مرقع کھینچا گیا ہے کہ قاری گویا دو ڈھائی سو سال پیچھے لوٹ جاتا ہے۔ ہر سطر میں ایک پر شکوہ مگر شکست خوردہ تہذیب کی دھڑکن سنائی دیتی ہے، اور ہر صفحہ ایک کھوئی ہوئی عظمت کا نوحہ بن کر ابھرتا ہے۔ کتاب کا آغاز ایک جامع تعارف سے ہوتا ہے، جس کے بعد مختلف موضوعاتی عنوانات کے تحت دہلی کی متنوع زندگی کے پرت وا کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر یزدانی کا ترجمہ اس لحاظ سے بھی قابلِ قدر ہے کہ اس نے اردو زبان کے تراجم کی روایت میں ایک مہتم بالشان اضافہ کیا، اور قارئین کو اس قابل بنایا کہ وہ فارسی زبان کی اس نایاب تحریر کا ذائقہ اپنی مادری زبان میں محسوس کر سکیں۔
"مرقعِ دہلی" ایک ایسی تصنیف ہے جو دہلی کی گمشدہ دنیا کا دروازہ کھولتی ہے۔ یہ محض ایک ترجمہ نہیں، بلکہ تہذیبی ورثے کا ایک زندہ اور جاوید باب ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی یہ علمی خدمت اردو ادب اور ترجمہ نگاری کے اُفق پر ایک روشن مینار کی مانند ہے، جو آنے والی نسلوں کے لیے فکری روشنی فراہم کرتا رہے گا۔

---

(1) خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "ذکرِ رسولؐ... مثنویِ رومی میں" سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 2007

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

فارسی شاعری میں طنز و مزاح–تاریخ، تہذیب اور تخلیقی جرأت کا آئینہ

ادب محض الفاظ کا کھیل نہیں، وہ زمانے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر تاریخ کی دھڑکن کو محسوس کرتا ہے۔ ایسا ہی ایک شعوری ادراک ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی تحقیقی تصنیف "فارسی شاعری میں طنز و مزاح (از آغاز تا حافظ) " میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

یہ شاہکار کتاب 1989ء میں نگارشات، لاہور سے شائع ہوئی، جس نے نہ صرف فارسی ادب کے ایک کم توجہ یافتہ مگر اہم پہلو کو اجاگر کیا، بلکہ طنز و مزاح کے پیرایہ اظہار کو تاریخ، معاشرت اور سیاست کے تناظر میں سمجھنے کی راہ ہموار کی۔ ۴۳۳ صفحات پر محیط یہ عالمانہ تصنیف، اپنے چھ ابواب، ایک ضمیمہ اور ایک جامع کتابیات کے ذریعے قاری کو ایک فکری سفر پر لے جاتی ہے—جہاں ہنسی کے پردے میں تلخ حقیقتیں، اور طنز کے تیروں میں چھپی تہذیبی تنقید اپنا آپ منواتی ہے-کتاب کا آغاز پیش گفتار سے ہوتا ہے، جو بجائے رسمی تمہید کے، ایک فکری مقدمہ بن کر سامنے آتا ہے۔ یہاں ہجو، طنز اور مزاح کو محض تفریحی عنصر نہیں بلکہ ایک سماجی و اخلاقی تنقید کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مصنف نہایت بالغ نظری سے واضح کرتے ہیں کہ یہ رنگِ شاعری ہمیں اس دور کی سماجی ساخت، اخلاقی گراوٹ اور سیاسی زوال کی جھلک دکھاتی ہے، جس میں کم ظرف افراد بااختیار، اور پست ذہن حکمران طبقہ معاشرے پر غالب ہوتا ہے-

کتاب کے پہلے باب میں طنز و مزاح کے لغوی و اصطلاحی معانی اور ان کے نفسیاتی و سماجی اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے، جب کہ اسی باب کی دوسری فصل میں فارسی شاعری کے ابتدائی مراحل اور اس میں طنز و مزاح کے ارتقائی نقوش کو سلیقے سے سمیٹا گیا ہے۔

اس کے بعد دوسرے تا پانچویں باب میں، سامانی، غزنوی، سلجوقی اور ایلخانی ادوار کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے—ایسا مطالعہ جو محض ادبی نہیں بلکہ تاریخی، تہذیبی اور سیاسی شعور سے معمور ہے۔ ہر باب میں متعلقہ دور کے سیاسی و سماجی پس منظر کا مختصر مگر جامع خاکہ کھینچا گیا ہے، تاکہ اس ماحول میں ابھرنے والی شاعری کی نفسیاتی اساس اور اس کی تخلیقی جہات کا درست فہم ممکن ہو سکے۔ کتاب کا چھٹا باب اس پوری فکری کاوش کا نچوڑ پیش کرتا ہے، اور یوں قاری ایک ہمہ جہت تنقیدی اور جمالیاتی شعور کے ساتھ فارسی ادب کے اس خاص دبستان میں داخل ہوتا ہے، جہاں ہنسی، احتجاج کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہی کتاب بعد ازاں فارسی زبان میں "طنز و مزاح در شعر فارسی (از آغاز تا حافظ) " کے عنوان سے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کی جانب سے 2004ء میں شائع ہوئی۔ یہ ترجمہ اس اعتبار سے بھی نہایت وقیع ہے کہ اس نے فارسی خواں طبقے کو اپنی ہی ادبی تاریخ کے اس پہلو پر ایک نئی نگاہ ڈالنے کا موقع دیا۔

"فارسی شاعری میں طنز و مزاح "نہ صرف ایک دقیق تحقیقی کاوش ہے بلکہ فارسی ادب کے ذوق آشنا قارئین کے لیے ادبی، تہذیبی اور فکری حظ کا خزینہ بھی۔ ڈاکٹر یزدانی کی یہ تصنیف ہمیں سکھاتی ہے کہ ہنسی کبھی کبھار محض ہنسی نہیں ہوتی، وہ درد کا استعارہ، احتجاج کی صدا اور شعور کا چراغ بھی ہو سکتی ہے۔(1)

(1) خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "مرقعِ دہلی" ایلفابرا اوولا ہور، ۱۹۸۸

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کشمیر کی فروخت–تاریخ کی عدالت میں گواہوں کی قطار

تاریخ بعض اوقات خاموش نہیں رہتی، وہ کاغذ پر ثبت ہو کر صدائیں دینے لگتی ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی مرتب کردہ کتاب "کشمیر کی فروخت (تاریخی دستاویزات) " بھی ایسی ہی گواہی ہے—جو صرف ماضی کا نوحہ نہیں بلکہ مستقبل کی بیداری کا نسخہ ہے۔ یہ اہم تاریخی مجموعہ 1990ء میں سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہوا اور اب بھی تاریخ کے سنجیدہ قارئین کے لیے ایک معتبر حوالہ ہے۔ کتاب کا انتساب پاکستان اور کشمیر کے اُن مخلص سیاستدانوں کے نام ہے، جو حق گوئی اور خودداری کے علمبردار رہے۔ اس انتساب میں صرف الفاظ کا نہیں، ایک پورے تحریکی جذبے کا عکس جھلکتا ہے۔ یہ کتاب ۲۳ اہم تاریخی دستاویزات کا مرقع ہے، جن کا تعلق انگریز، سکھ، افغان اور دیگر فریقین کے درمیان ہونے والے معاہدات اور مراسلات سے ہے۔ ان میں بعض جنگِ آزادی 1857ء کے تناظر میں نمایاں اہمیت رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر یزدانی نے ان دستاویزات کو نہایت سلیقے اور زمانی ترتیب سے یکجا کیا، اور ان کے ساتھ حواشی اور انگریزی و فارسی متون کو بھی شامل کیا، تاکہ قاری کسی بھی تاریخی الجھن یا ابہام کا شکار نہ ہو۔

کتاب میں شامل پیش لفظ کے بعد ۲۷ عنوانات ایسے ہیں جو قاری کو تاریخ کے نیم تاریک کمروں میں لے جاتے ہیں—جہاں اقتدار کی سازشیں، مفادات کی سودے بازیاں، اور ملت کی بے بسی کی صدائیں گونجتی ہیں۔ یہ مجموعہ محض کاغذی مواد نہیں، بلکہ پنجاب اور برصغیر کی نصف صدی پر محیط تلخ داستان ہے—ایسی داستان جو بتاتی ہے کہ کیسے مسلمانوں کا مسلمانوں سے تصادم، انگریزوں کی چالاکیاں، اور ہماری اپنی سیاسی ناپختگی اور فکری انتشار نے پوری ایک قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اس کتاب کے مطالعے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ معاہدات کی زبان اور الفاظ کی بناوٹ صرف رسمی کارروائی نہیں، بلکہ حکمرانوں کی ذہنیت، عزائم اور محکوموں کی حالتِ زار کو بے نقاب کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ کشمیر کی فروخت ایک ایسی تصنیف ہے جو صرف ماضی کی کھوج نہیں کرتی بلکہ ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے، احساس کی سلاخیں ہلاتی ہے، اور پڑھنے والے کو اپنے گردوپیش کے سیاسی مناظر پر نئی نظر سے دیکھنے کی دعوت دیتی ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی یہ کاوش نہ صرف تاریخی دیانت اور تحقیقی بصیرت کا شاہکار ہے، بلکہ اردو زبان میں ایک ایسی دستاویزی روایت کی بنیاد بھی ہے، جو اہلِ شعور کو ماضی کی روشنی میں حال کو سمجھنے اور مستقبل کو بہتر بنانے کی راہ دکھاتی ہے۔ (1)

"مقاماتِ داؤدی":

"مقامات داؤدی" مصنف عبدالباقی بن جان محمد، ترجمہ و تحشیہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی، پبلشر سید محمد محسن، رینالہ خورد، بار اول، مارچ ۱۹۹۰ء مطبع، نقوش پریس، لاہور جبکہ بار دوم، جولائی ۲۰۰۳ء، مطبع، مکتبہ جدید پریس، لاہور۔ فہرست عنوانات میں عرض مترجم سمیت ۹ عنوانات شامل ہیں۔ مذکورہ کتاب شیخ داود جھنی (حضرت بندگی شیخ داؤد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ) کے احوال و کرامات کے ذکر پر مشتمل ہے ۔ جسے عبدالباقی بن جان محمد نے ۱۰۵۳ / ۱۶۴۳ میں فارسی زبان میں تصنیف کیا۔ یہ کتاب مخطوطے کی صورت میں تھی۔ اور شیخ داؤد کے اسلاف کے نسلاً بعد نسل منتقل ہو رہی تھی۔ مگر پھر جناب سید محمد حیدر کے فرزند ارجمند جناب سید محمد محسن (مینیجنگ ڈائریکٹر مچلز فروٹ فارمز لمیٹڈ، لاہور) کی خواہش پر اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے کیا۔ جس سے ایک اہم تصنیف اردو روپ میں عام قاری تک پہنچی (2)

1۔ خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "فارسی شاعری میں طنز و مزاح" نگارشات، لاہور، 1989

2۔ خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "مقامات داؤدی" نقوش پریس، لاہور، ۲۰۰۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

خواجہ میر درد کی فارسی شاعری—ایک روحانی صدا کی منظوم تجلی

جب فارسی سخن کے افق پر معانی کے ماہتاب جگمگاتے تھے، جب عرفان و تصوف کے مشعل بردار شعر الفظوں کے قندیل کدے سجا رہے تھے، تب اک گوشۂ دلنشیں میں ایک مرد قلندر، ایک خاموش درویش — خواجہ میر درد —اپنے باطنی اسرار کو اشعار کے جام میں انڈیل رہا تھا۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی تصنیف "خواجہ میر درد کی فارسی شاعری" اس باطن آشنا شاعر کے کلام کا نہ صرف فکری و فنی محاکمہ ہے بلکہ ایک روحانی متاع کا تحقیقی صحیفہ بھی ہے۔ یہ گراں قدر تالیف مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور کے زیر اہتمام ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی، جسے مصنف نے اپنے استاد گرامی ڈاکٹر وحید قریشی کے نام وقفِ انتساب کیا—جس سے علم و عقیدت کا وہ تعلق جھلکتا ہے جو عہدِ قدیم کے مدرسین و متعلمین کے مابین خاصا تھا۔

کتاب کا کل سرمایہ پانچ ابواب اور ۱۸۴ صفحات پر محیط ہے، مگر یہ صفحات محض معلومات کا انبار نہیں، بلکہ روحانیت میں رچے بسے جمالیاتی اظہارات کا مظہر ہیں۔

باب اول: یہ باب ایک عہدِ شکست و ریخت کا آئینہ دار ہے—جہاں سیاسی اضطراب، سماجی تزلزل اور اقتصادی ابتری کی فضا میں میر درد کا فکر نمو پاتا ہے۔ مصنف نے اس پس منظر کو تاریخی سطح سے بلند ہو کر ایک ادبی تناظر میں پرکھا ہے، جہاں زمانے کے زوال میں جمال کے امکان تلاش کیے گئے ہیں۔

باب دوم: یہاں خاندانِ میر درد، ان کے والد محترم، اور خود ان کی حیاتِ مستور و مجذوبانہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ زبان کا آہنگ ایسا ہے گویا ایک صوفی کے سوانحی تذکرے میں قلم نہیں، دل کی دھڑکن رواں ہے۔

باب سوم: یہ باب فارسی شاعری کی اولین لہروں، ادبی ارتقاء اور اسالیبِ فصاحت کو برصغیر کی روشنی میں دیکھتا ہے۔ اکبر کے عہد سے لے کر میر درد تک کے فکری اثرات کو نکتہ رسی، دقیقہ سنجی، اور متون کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ اس باب میں ہر مصرع ایک زمانے کا نبض شناس دکھائی دیتا ہے۔

باب چہارم: یہ باب خواجہ میر درد کے فارسی کلام کا لب لباب ہے—جہاں سوزِ دروں، نغمۂ فطرت، عرفانی واردات اور روحانی کیفیت کے اظہار کو نہایت نرمی، نزاکت اور عالمانہ وقار سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کی شاعری کو صرف مضامین کے حوالے سے نہیں، بلکہ اسلوب، آہنگ، اور لسانی طہارت کے آئینے میں پرکھا گیا ہے۔

باب پنجم: اختتامی باب میں میر درد کا دیگر فارسی شعرا کے ساتھ تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ مگر یہ تقابل محض فنی ترازو پر نہیں، بلکہ روحانی ہم آہنگی، فکری قرابت اور معنوی اشتراک کی میزان پر کیا گیا ہے—جس سے میر درد کے کلام کا بلند تر مقام روشن ہو کر سامنے آتا ہے۔ "خواجہ میر درد کی فارسی شاعری" صرف ایک تنقیدی تصنیف نہیں، بلکہ ایک عرفانی اسلوب میں رقم کردہ تحقیقی مثنوی ہے—جہاں ہر باب ایک دفتر حکمت، اور ہر سطر ایک آہستہ بہنے والی خواجہ میر درد کی فارسی شاعری موجِ درد بن کر قاری کے باطن کو جھنجھوڑتی ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اس کتاب کے ذریعے فارسی شعریات میں ایک ایسا اضافہ کیا ہے، جسے ادبیاتِ کلاسیک، تصوف، اور تنقیدِ شعری کا اہم سنگِ میل قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب فکر و فن کی آمیزش، اور عشق و تحقیق کی بلند مرتبت مثال ہے۔(1)

(1) خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "خواجہ میر درد کی فارسی شاعری" مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

"واقعاتِ کشمیر" تاریخِ کشمیرِ اعظمی

یہ گراں قدر تالیف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کی علمی کاوش ہے، جسے ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے اردو قالب میں ڈھالا۔ ترجمہ شدہ نسخہ 1995ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور سے منصہ شہود پر آیا، جس کی ضخامت 571 صفحات پر محیط ہے۔ کتاب کے آغازی اوراق میں پیش گفتار شامل ہے، جو نہ صرف مصنفِ اصل کے حالاتِ زندگی و افکار کا آئینہ دار ہے بلکہ اس عہد کے فکری و لسانی پس منظر پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ فارسی زبان کے زوال اور اس کے نتیجے میں دو قومی نظریے سے متعلق مضامین کے دھندلاتے نقوش نے مترجم کو اردو ترجمے کی تحریک دی، تاکہ یہ سرمایہ تاریخ کی گرد میں گم ہونے کے بجائے عام قاری کی نظروں تک رسائی حاصل کرے۔

تاہم مترجم کو جو نسخہ میسر آیا، وہ نہایت شکستہ و خستہ حالت میں تھا، جس کے صحیح ترجمے کی سبیل آسان نہ تھی۔ لیکن مترجم نے عزم واستقلال کے ساتھ ہر سطر، ہر فقرے کو بار بار پڑھا، نامانوس الفاظ کے معانی کے لیے متعدد لغات کی ورق گردانی کی، اور اصحابِ سیر و شعر کے اسمائے گرامی و اشعار کی صحت کے لیے کئی معتبر تذکروں سے رجوع کیا۔ ان میں بطورِ خاص تذکرۂ شعرائے کشمیر) تالیف: اصلح متخلص بہ میرزا، تصحیح و حواشی: سید حسام الدین راشدی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 1983ء(، تذکرۂ شعرائے کشمیر) مرتب: سید حسام الدین راشدی، لاہوری، چار جلدیں(، پاکستان میں فارسی ادب) تالیف: ڈاکٹر ظہور الدین احمد، پہلی چار جلدیں(، راج ترنگنی) فارسی ترجمہ، اسلام آباد(، اور شعرائے کرام و صوفیائے عظام کے مختلف تذکروں سے مدد لی گئی۔ یہ سب مراحل نہایت جاں گسل محنت و ریاضت کے متقاضی تھے، جو مترجم کی علمی دیانت اور فکری سچائی کا ثبوت ہیں۔ یوں "واقعاتِ کشمیر" صرف ایک تاریخی دستاویز ہی نہیں بلکہ تحقیق، ترجمے اور علمی احیاء کا درخشاں نمونہ ہے— جو اہلِ علم، مورخین اور مرتبین کے لیے ایک گراں قدر نعمت سے کم نہیں۔(1)

"میں ہوں تیمور"

ایک خود نوشت، ایک خواب، ایک داستانِ ستم و سطوت

یہ کتاب دراصل فرانسیسی زبان کے نامور مصنف مارسل بریون کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے، جسے ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے خلیل الرحمن کی رفاقت میں فرانسیسی کے فارسی ترجمے سے اردو قالب میں ڈھالا۔ آغاز میں یہ ترجمہ سیّارہ ڈائجسٹ کے صفحات پر قسط وار شائع ہوتا رہا، لیکن جنوری 2000ء میں اسے مکمل کتابی صورت میں سیّارہ ڈائجسٹ، لاہور نے شائع کیا۔ یہ محض ایک ترجمہ نہیں، بلکہ ایک عہد آفرین شخصیت امیر تیمور کی دروں بین خود نوشت ہے، جو اس نے خود اپنے بائیں ہاتھ سے رقم کی تھی۔ اس سوانح کی اصل تحریر یمن کے فرمانروا جعفر پاشا کے زیرِ تحفظ تھی—یاد رہے کہ اس وقت یمن عثمانی خلافت کا حصہ تھا۔ جعفر پاشا کی وفات (1610ء) کے بعد یہ یادداشتیں اس کے ورثا میں منتقل ہوئیں۔ ایک کاتب نے ان کا دوسرا نسخہ تیار کیا، جو اس کے ہمراہ ہندوستان آیا۔ اس کے بعد یہ نسخہ کس کے زیرِ قبضہ رہا، تاریخ اس پر خاموش ہے، البتہ ایک انگریز افسر نے اسے ہندوستان سے انگلستان منتقل کیا، جہاں ڈیوی نامی مترجم نے اسے آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر وائٹ کی اعانت سے انگریزی زبان میں منتقل کیا۔ یوں یہ داستان پہلی مرتبہ 1783ء میں عالمِ آشکار ہوئی۔

"خواجہ عبد الحمید یزدانی، ڈاکٹر "واقعاتِ کشمیر" تاریخِ کشمیرِ اعظمی، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 1995

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

اس کتاب کا انتساب سیّارہ ڈائجسٹ کے چیف ایڈیٹر امجد رؤف نے اپنے پوتے دانیال ندیم کے نام کیا، تاہم کتاب میں باقاعدہ دیباچہ شامل نہیں۔ اس ترجمے کی خاص بات اس کی سادہ مگر اثر آفریں زبان ہے، جو قاری کو تیمور کی پر شکوہ اور پُر اسرار دنیا میں کھینچ لے جاتی ہے۔

کتاب کا مطالعہ ہمیں امیر تیمور کی ذات کے ایسے متضاد اور حیرت انگیز گوشوں سے روشناس کراتا ہے، جو بظاہر باہم متصادم دکھائی دیتے ہیں۔ ایک طرف وہ حافظِ قرآن ہے، علومِ عقلیہ و نقلیہ میں مہارت رکھتا ہے، مفتی و فقیہ کہلانے کا مستحق ہے، اور دوسری طرف وہی شخص ڈیڑھ لاکھ انسانی سروں سے مینارِ خوں تعمیر کرواتا ہے؛ قتل و غارت کی ایسی داستان رقم کرتا ہے کہ پتھر بھی رو پڑیں۔ لیکن پھر وہی شخص کسی شہر کو صرف ایک کتاب کی نسبت سے عفوِ عام کا پروانہ بھی عطا کرتا ہے۔ تیمور کی زندگی کا آغاز بھی ایک خواب سے ہوتا ہے اور اختتام بھی ایک خواب پر، جس میں ایک ہندو برہمن کی پیش گوئی شامل ہے۔ اس نے اپنی زندگی کی روداد ستر برس کی عمر میں قلمبند کرنا شروع کی، جب وہ چین کی مہم کا عزم باندھے دیوارِ چین عبور کرنے کی سعی میں تھا، لیکن تقدیر نے مہلت نہ دی، اور وہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

یہ کتاب نہ صرف تاریخی اعتبار سے معتبر ہے بلکہ دلچسپ، حیرت انگیز اور بصیرت افروز بھی ہے۔ یہ ایک ایسی خودنوشت ہے جو سطوت و درندگی، روحانیت و علمیت، اور حکمت و جنون کے بیچ معلق ایک شخصیت کا نقش مہیا کرتی ہے، جسے بیک وقت نیک و بد کہنا ممکن نہیں۔ مترجم نے اس مشکل ترین متن کو نفیس اردو میں منتقل کر کے اردو قارئین پر بڑا احسان کیا ہے۔

بالفاظِ دیگر، "میں ہوں تیمور" محض ایک داستان نہیں، تاریخ کا آئینہ، انسانی فطرت کا مظہر، اور تقدیر کی گمبھیر گتھی ہے—جسے پڑھ کر قاری خود سے سوال کرتا رہ جاتا ہے: تیمور، ایک حکیم تھا یا جلاد؟ ایک مجذوب تھا یا فاتح؟ یا پھر ان سب سے ماورا کوئی اَور ہی ہستی؟(1)

مصطلحاتُ الشعراء

فارسی شعریات کی لغوی رمز کشائی کا شاہکار

"مصطلحاتُ الشعراء"، جو مصطلحاتِ وارستہ کے نام سے بھی معروف ہے، برصغیر کے مایہ ناز لغت نگار سیالکوٹی مل وارستہ کی گراں مایہ کاوش ہے، جسے عصرِ حاضر کے محقق و مدون ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے از سرِ نو نہایت علمی دقتِ نظر اور تحقیقی بصیرت کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔ اس ضخیم کتاب کو 2006ء میں ادارہ یادگارِ غالب، کراچی نے شائع کیا، جس کا حجم 924 صفحات پر محیط ہے۔

گو یہ کتاب ظاہری ضخامت میں دیگر متداول و معروف فارسی لغات کے مقابلے میں مختصر ہے، تاہم اپنے جامع مندرجات، استنادی معیار، اور اہلِ زبان ایران سے ماخوذ حوالہ جات کے سبب اسے استناد و اعتبار کی اس منزل پر فائز کیا جا سکتا ہے، جو کثیر الالفاظ لغات کو بھی میسر نہیں۔ یہی علمی نزاکت و دقت ہے، جس نے اس کتاب کو مستند و معتمد لغت کا درجہ عطا کیا۔ ڈاکٹر یزدانی نے اس کی تدوین کے دوران مطبعِ نامی، لکھنؤ (1305ھ) میں طبع شدہ قدیم نسخۂ مصطلحات وارستہ کو اساس بنایا اور اس کے متون کو فارسی، عربی اور ترکی کے مستند مصادر سے تحقیقی تطبیق کے ساتھ نوکِ قلم سے سنوارا۔ ان کی عرق ریزانہ محنت کا مظہر وہ تفصیلی حواشی ہیں، جن میں ہر اختلافی لفظ، معنوی نکتہ، اور املاوی اِشکال کو علمی بصیرت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ کتاب کا انتساب مترجم و مدون نے نہایت محبت و اخلاص سے " شیدائیانِ شعر و ادبِ فارسی " کے نام کیا ہے، گویا یہ اہلِ دل کے لیے ایک نذرِ وفا ہے۔

(1)-خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "میں ہوں تیمور" سیّارہ ڈائجسٹ، لاہور، 2000ء

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ابتدائی صفحات میں شامل "معروضہ"، جو کہ نامور محقق معین الدین عقیل کا قلمی نگینہ ہے، فارسی لغت نویسی، "مصطلحاتُ الشعراء" اور اس کے اردو ترجمے کی علمی افادیت کو عالمانہ انداز میں اجاگر کرتا ہے۔ جب کہ پیش گفتار میں ڈاکٹر یزدانی نے ان مشکلات و نزاکتوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے، جو متنِ قدیم کی کتابت میں در آئی تھیں— جن کے باعث الفاظ بگڑ چکے تھے، یا املا کے تغیّر نے مفہوم میں التباس پیدا کر دیا تھا۔ ایسے تمام موارد پر حواشی میں صراحت سے تصحیح و تنقیح کر دی گئی ہے۔ محاورات کی ابجدی ترتیب، ان کے اردو معانی، اشعار کی مکمل تفہیم کے بعد موزوں و متوازن نقل، املا کی قدیم اور جدید شکلوں کی بریکٹ کے ذریعے توضیح، اور نامانوس الفاظ کے لغوی مطالب کی حاشیہ نویسی، اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ کتاب کی تدوین محض فہرست سازی نہ تھی، بلکہ ایک عالمانہ تجدیدِ متن تھی۔

یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ اشعار میں جہاں فعلِ ماضی قریب کے آخر میں "ہ" کی موجودگی وزن میں خلل ڈالتی ہے، وہاں بعض مقامات پر اسے حذف کر دیا گیا، اور بعض مقامات پر اسے برہنہ نہ چھوڑ کر بریکٹ میں لکھ کر قاری کی فہم کی سہولت کا اہتمام کیا گیا۔ "مصطلحاتُ الشعراء' اپنی نوعیت کی ایک بے مثال کاوش ہے، جو نہ صرف محققین، لغت نویسوں اور طلبائے ادب کے لیے گنجینۂ معانی ہے، بلکہ اس کے توسط سے فارسی شعریات میں مستعمل فنی اصطلاحات کو اردو زبان میں سمجھنے اور برتنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ بالفاظِ دیگر، یہ کتاب ایک علمی میراث ہے، جس نے فارسی لغت نویسی کی کلاسیکی روایت کو اردو زبان میں تحقیقی نکھار کے ساتھ زندہ کیا ہے۔(1)

فارسی سیکھیے

نوآموزانِ زبان کے لیے رہنمائے سلیقہ بیان

زبانِ فارسی کی ابتدائی تعلیم کے لیے مرتب کردہ یہ گراں بہا تصنیف "فارسی سیکھیے"، ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی وہ مایہ ناز کاوش ہے، جو ۲۰۰۹ء میں سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے اشاعت پذیر ہوئی۔ یہ کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے، اور اپنے مقدمہ نما باب "عظیم و شیریں زبانِ فارسی سیکھیے" سے قاری کا پرتپاک خیر مقدم کرتی ہے۔

کتاب کی ساخت اکیاون (۵۱) اسباق پر محیط ہے، جنہیں مصنف نے نوبتدائے زبان آموزوں کے لیے نہایت سلیقے، تدریج اور روانی سے مرتب کیا ہے۔ اس میں فارسی زبان کی صرف و نحو، تصریفِ افعال، قواعد و اصول، اور اسلوبِ بیان کو ایسی وضاحت اور دقیق تشریح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ ایک مبتدی قاری بتدریج زبان کے فہم اور اس کے ادائیگیِ اظہار پر قادر ہو جاتا ہے۔

زبان کی اساس ہمیشہ اس کے مصادر، صرفی تغیرات، اور نحوی ساخت پر استوار ہوتی ہے۔ ڈاکٹر یزدانی نے اس بنیادی نکتہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فعل کے تمام زمانی ابعاد— فعلِ ماضی، حال، مستقبل— کو منطقی تسلسل اور لسانی نزاکت کے ساتھ واضح کیا ہے۔ اردو زبان کے مصادر جیسے "لکھنا"، "پینا"، "دوڑنا" وغیرہ کی تشریح کے ذریعے قاری کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ مصدر بذاتِ خود غیر زمانی ہوتا ہے، اور زمانے کا اطلاق اس پر صرف تصریفی تغیر کے ذریعے ہوتا ہے۔

خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "مصطلحاتُ الشعراء" ادارہ یادگارِ غالب، کراچی، 2006

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مصنف نے فارسی مصادر میں آنے والی تبدیلیوں کو اردو کے لسانی سیاق میں یوں پیش کیا ہے کہ مفاہیم کی پیچیدگیاں سہل ہو گئیں۔ مثلاً فارسی فعل "او می نویسد "کو اس کی اردو ہم معنی صورتوں—"وہ لکھتا ہے"، "وہ لکھتی ہے"—کے ساتھ اس طور پر پیش کیا ہے کہ فارسی کی جنسِ گویائی کا یکساں استعمال قاری کے لیے کسی ابہام کا موجب نہیں بنتا۔ کتاب کے اخیر میں لغت نامہ اور چند دلچسپ فارسی ضرب الامثال کا اضافہ اس امر کا مظہر ہے کہ مصنف محض قواعد کی جامد تفہیم پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ قاری کے ذوقِ لسان، حافظۂ محاورہ اور فہمِ ادب کو بھی مہمیز دیتا ہے۔

"فارسی سیکھیے" محض ایک درسی کتاب نہیں بلکہ لسانی تربیت کا ایک مربوط نظام ہے، جو فارسی زبان کی تدریس کے شعبہ میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ مبتدی قاری کو نحوی فصاحت، صرفی دقت، اور ادبی سلیقہ سے آراستہ کرتا ہے، اور یوں وہ نہ صرف زبان سیکھتا ہے بلکہ بیان کی تہذیب سے بھی روشناس ہوتا ہے۔ غرض یہ کتاب زبانِ فارسی کے درِ نایاب تک رسائی کا زینہ ہے، اور اُردو دان طبقے کے لیے ایک نایاب، مفید اور مؤثر علمی تحفہ۔(1)

بوستانِ سعدی آسان اردو ترجمہ مع توضیحات واشارات از ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی

عہدِ فارسی کے درخشاں نجم، شیخ سعدی شیرازیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف "بوستان" کا اردو قالب ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی دلآویز کاوش کا مرہونِ منت ہے، جسے ۲۰۱۳ء میں سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور نے زیورِ طبع سے آراستہ کیا۔ یہ ترجمہ محض لسانی منتقلی نہیں بلکہ ایک فکری اور ادبی احیاء کی حیثیت رکھتا ہے، جو کلاسیکی اخلاقی ادب کو عصرِ حاضر کے اردو خوان طبقے تک باوقار طریقے سے منتقل کرتا ہے۔

کتاب کے "پیش لفظ" میں مترجم نے جہاں "بوستانِ سعدی" کی اہمیت کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، وہیں ترجمہ کے اصول، منہج اور اسلوبِ کار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اُن کے بقول ترجمے کی بنیاد سادگی، روانی اور شگفتگیٔ بیان پر رکھی گئی تاکہ ہر صاحبِ ذوق قاری، قطع نظر از علمی استعداد، اس لعلِ گرانمایہ سے حظّ اٹھا سکے۔ کتاب کے "پیش لفظ" میں مترجم نے جہاں "بوستانِ سعدی" کی اہمیت کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، وہیں ترجمہ کے اصول، منہج اور اسلوبِ کار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اُن کے بقول ترجمے کی بنیاد سادگی، روانی اور شگفتگیٔ بیان پر رکھی گئی تاکہ ہر صاحبِ ذوق قاری، قطع نظر از علمی استعداد، اس لعلِ گرانمایہ سے حظّ اٹھا سکے۔ اگرچہ فارسی متن کو ساتھ شامل نہیں کیا گیا، تاہم تاثیر اور مناسبت کی خاطر دیگر فارسی شعرا—جن میں بالخصوص حافظ، فردوسی، نظامی اور جامی شامل ہیں—کے اشعار بریکٹ میں بطور مؤید و مترشح شامل کیے گئے ہیں۔

متن میں جہاں کہیں اشعار کی معنوی تہ داری یا استعاراتی پیچیدگی حائل ہوئی، وہاں مترجم نے واضح اور مدلل تشریحات کے ذریعے قارئین کو اسرارِ سخن کی پرتوں تک رسائی عطا کی۔ اس ضمن میں بعض اضافی فقروں اور توضیحی جملوں کو گویا، یعنی یا قوسین کے ذریعے الگ نشان زد کیا گیا ہے، تاکہ اصل متن اور مترجم کی شرح میں امتیاز باقی رہے۔ کتاب کے اختتام پر بابِ لغت بعنوان ایک ضمیمہ شامل کیا گیا ہے، جس میں مشکل الفاظ، تلمیحات، استعارات، تشبیہات، آیاتِ قرآنیہ، اور تاریخی و ادبی شخصیات کی مختصر توضیحات شامل ہیں۔ اس سے نہ صرف فہمِ متن سہل ہوتا ہے بلکہ قاری کے علم و شعور میں قابلِ ذکر اضافہ بھی ہوتا ہے۔

(1): خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر "فارسی سیکھیے" سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2013

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

بعض ایسے الفاظ، جو اگرچہ ثقیل ہیں، متن میں اسی حالت میں محفوظ رکھے گئے ہیں تاکہ زبان کی فطری موسیقیت اور سعدی کی شعری فضا متاثر نہ ہو۔ ان کے معانی کی تفصیل بابِ لغت میں مہیا کی گئی ہے، جس کی طرف مراجعت قاری کے ذوقِ مطالعہ کو مزید جِلا بخشتی ہے۔

غرض "بوستانِ سعدی" کا یہ ترجمہ صرف ادبی اظہار کی سہولت ہی فراہم نہیں کرتا بلکہ اخلاقی اور روحانی بالیدگی کا وسیلہ بھی ہے۔ یوں یہ کتاب ایک ہمہ گیر ادبی خدمت اور فارسی کلاسیکی ادب سے اردو دنیا کا رشتہ استوار رکھنے کی شعوری سعی کے مترادف ہے۔(1)

گلستانِ سعدی

اردو ترجمہ و تشریحات از ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی

فارسی ادب کی تابندہ روایت اور اخلاقی حکمت کا مظہرِ اعلیٰ، "گلستانِ سعدی" کا اردو ترجمہ ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کی علمی بصیرت اور زبان و بیان پر خلاقانہ دسترس کا روشن نمونہ ہے۔ اس گراں قدر تصنیف کو سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور نے ۲۰۱۵ء میں زیبِ طبع کیا۔ دو سو چوراسی صفحات پر مشتمل یہ نسخہ اردو در اصل فکری تربیت، ادبی حظ اور اخلاقی تربیت کا حسین امتزاج ہے۔

اگرچہ کتاب میں اصل فارسی متن شامل نہیں، تاہم یہ فیصلہ دانستہ اور فہمِ عام کی غرض سے کیا گیا، اس لحاظ سے کہ آج کا اردو خواں طبقہ فارسی دانی سے عاری ہے، اور متن کا اندراج بسا اوقات قارئین کے لیے بارِ خاطر بن سکتا ہے۔

ڈاکٹر یزدانی کا ترجمہ سادہ، سلیس اور رواں دواں ہے، مگر ساتھ ہی معنوی گہرائی اور شعری لطافت کا حامل بھی ہے۔ سعدی کی ان حکایات میں شامل اشعار کا کہیں تو اصل فارسی شکل میں اندراج کیا گیا ہے، اور کہیں محض ان کا خلاصۂ مفہوم پیش کر کے سعدی کے اخلاقی مقاصد کو واضح کیا گیا ہے۔

ترجمے کی دلچسپی اور ادبی اثر پذیری کو بڑھانے کے لیے دیگر اردو و فارسی شعرا کے موزوں اور موضوع سے ہم آہنگ اشعار بھی بریکٹ میں پیش کیے گئے ہیں، جو سعدی کے بیانات کو مزید مربوط، عمیق اور لطیف بناتے ہیں۔ جن اشعار میں معانی کی پیچیدگی یا تہ داری پائی گئی، وہاں تشریح و توضیح کے ذریعے قاری کے لیے مفاہیم کی گرہیں کھول دی گئی ہیں۔

ترجمے میں تسلسل و ربط کو برقرار رکھنے کے لیے ڈاکٹر یزدانی نے بعض توضیحی جملے اپنی جانب سے شامل کیے ہیں، جنہیں قوسین (بریکٹ) میں جداگانہ طور پر درج کیا گیا ہے تاکہ اصل اور اضافی متن میں تمیز برقرار رہے۔

کتاب کے آخر میں شامل "بابِ لغت" اس کارنامے کی علمی سنجیدگی اور فکری گہرائی کی دلیل ہے۔ اس میں مشکل الفاظ، تشبیہات، استعارات، قرآنی آیات اور مختلف ادبی و تاریخی شخصیات کی وضاحت درج کی گئی ہے، جو قاری کی فہم و بصیرت میں وسعت پیدا کرتی ہے۔

علاوہ ازیں، "گلستانِ سعدی" کے ضمن میں شیخ سعدی کی حیات و خدمات پر ایک مختصر مگر جامع خاکہ بھی شامل ہے، جس میں ان کی اہم تصانیف کا تعارف دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ "تنقیدی جائزہ" اور "گلستان کی اخلاقی اہمیت" جیسے ابواب شامل کیے گئے ہیں، جو متن کے مفاہیم کی پرتیں وا کرتے ہیں اور قاری کو سعدی کے فلسفۂ اخلاق سے روشناس کراتے ہیں۔

(1) خواجہ عبد الحمید یزدانی، ڈاکٹر 'بوستانِ سعدی' سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۵ء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

یہ ترجمہ نہ صرف طلبہ کے لیے ایک علمی سرمایہ ہے بلکہ عام قارئین کے لیے بھی ایک ادبی و اخلاقی رہنمائی کا مینار ہے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف دل و دماغ کو فرحت بخشتا ہے بلکہ کردار سازی، فکر انگیزی اور تربیتِ اخلاق کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔(1)

ماحصل:

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی ایک ہمہ پہلو اور صاحبِ علم شخصیت تھے جنہوں نے ادب، تاریخ، سیاست، ترجمہ، شاعری، تصوف اور دیگر علمی میدانوں میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی تصانیف اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ ان کا نمایاں کام "دربارِ ملی" ہے، جو فارسی کے شاہکار نمونوں کا تحقیقی اردو ترجمہ ہے اور تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں، انہوں نے بین الاقوامی سیاسیات پر بھی اردو زبان میں قابلِ ذکر علمی کام کیا۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے فارسی ماخذات کو اردو میں منتقل کر کے نہ صرف تاریخ اور ادب کو فروغ دیا بلکہ موسیقی کے فارسی مصادر کو بھی اردو زبان میں ایک نایاب تحقیقی اور جمالیاتی انداز میں پیش کیا۔ ان کی کاوشوں نے اردو علمی ادب کو نئے فکری اور تہذیبی رنگ دیے اور قاری کو گہری تحقیق اور مفہوم کی وضاحت کے ساتھ مواد سمجھنے میں مدد دی۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی تصنیف "فارسی شاعری میں طنز و مزاح" ایک تحقیقی و تنقیدی شاہکار ہے جس میں طنز و مزاح کو محض تفریح نہیں بلکہ ایک سماجی، اخلاقی اور سیاسی تنقید کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں فارسی ادب کے مختلف ادوار کی تفصیلی تہذیبی و تاریخی منظر کشی کے ساتھ طنزیہ شاعری کی نفسیاتی اور ادبی جہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کام فارسی زبان میں بھی ترجمہ ہوا، جو فارسی خواں قارئین کے لیے نئی بصیرت فراہم کرتا ہے۔

اسی طرح، "کشمیر کی فروخت (تاریخی دستاویزات)" ایک اہم تاریخی مجموعہ ہے جو ماضی کی سچائیوں کو سامنے لا کر مستقبل کے لیے شعور اور بیداری کا پیغام دیتا ہے، اور آج بھی تاریخ کے محققین و قارئین کے لیے معتبر حوالہ ہے۔ ڈاکٹر یزدانی کی یہ دونوں کتابیں ان کے علمی گہرائی، تنقیدی بصیرت اور تاریخی شعور کی واضح عکاسی کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کا اردو ترجمہ *گلستانِ سعدی* ایک گراں قدر ادبی اور اخلاقی سرمایہ ہے جو سادہ و سلیس زبان میں سعدی کی حکایات، اشعار اور اخلاقی پیغامات کو عام فہم انداز میں پیش کرتا ہے۔ اگرچہ اصل فارسی متن شامل نہیں، مگر یہ فیصلہ اردو قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔ ترجمے میں شعری لطافت، معنوی گہرائی، اور تسلسل کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے، جب کہ وضاحت، تشریح، اور بریکٹ میں شامل توضیحی جملے قاری کی فہم کو بڑھاتے ہیں۔ دیگر شعرائے کرام کے موزوں اشعار کا انتخاب بھی ترجمے کو مزید مؤثر بناتا ہے۔ کتاب کے آخر میں شامل "بابِ لغت" اور سعدی کی حیات و خدمات پر مبنی خاکہ، اس علمی کاوش کو مزید گہرائی اور افادیت بخشتے ہیں۔ یہ ترجمہ نہ صرف طلبہ کے لیے علمی راہنمائی ہے بلکہ عام قارئین کے لیے بھی اخلاقی بصیرت اور فکری تربیت کا مؤثر ذریعہ ہے۔

---

1) *خواجہ عبدالحمید یزدانی*، ڈاکٹر "گلستانِ سعدی" "سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور نے ۲۰۱۵ء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

نتائج:

باصلاحیت افراد کی عزت افزائی ہر دور کا شیوہ رہی ہے تاکہ ان کی علمی و ادبی مساعی کی قدر کی جاسکے اور وہ مزید دل جمعی سے اپنے فن کو پروان چڑھائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی شہرۂ آفاق تصنیف "ذکرِ رسولؐ... مثنویِ رومی میں" منظرِ عام پر آئی، تو اس پر انہیں ۱۹۸۷ء میں اُس وقت کے صدرِ پاکستان، جنرل محمد ضیاء الحق کی جانب سے "سیرت ایوارڈ" عطا کیا گیا—جو ان کے علمی وقار کا اعتراف تھا۔

اسی طرح، ماہنامہ "نقوش" کا شمار پاکستان کے معتبر ادبی جریدوں میں ہوتا ہے، اور اس کا "قرآن نمبر" اردو ادب میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں ڈاکٹر یزدانی کی اس سلسلے میں نمایاں خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں "نقوش ایوارڈ" سے بھی سرفراز کیا گیا،(3) جو ان کی علمی، تحقیقی اور فکری کاوشوں کا روشن استعارہ ہے۔

سفارشات:

1. باصلاحیت اہلِ قلم کی حوصلہ افزائی کو ادارہ جاتی سطح پر مستقل روایت بنایا جائے، تاکہ ان کی علمی و ادبی خدمات کی مزید آبیاری ہو سکے۔
2. ادبی و تحقیقی ایوارڈز کی تعداد اور دائرہ وسیع کیا جائے، تاکہ مختلف اصنافِ ادب میں کام کرنے والے افراد کی خدمات کو اعتراف ملے۔
3. سیرت نگاری اور تصوف پر تحقیقی کام کو خصوصی اہمیت دی جائے، جیسا کہ ڈاکٹر یزدانی کی مثنویِ رومی پر سیرتِ نبویؐ سے متعلق تصنیف نے ثابت کیا۔
4. ادبی رسائل جیسے "نقوش" کے خصوصی شماروں کی تیاری میں اہلِ علم کو بھرپور طور پر شامل کیا جائے، تاکہ معیار اور وقعت برقرار رہ سکے۔
5. ادبی ایوارڈز میں شفافیت، معیار، اور تحقیقی گہرائی کو بنیاد بنایا جائے، تاکہ ایوارڈز محض رسمی اعزاز نہ رہیں بلکہ تحقیقی وقار کا نشان بنیں۔
6. نوجوان محققین کو ایسے ممتاز مصنفین کی تحریروں کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جائے، تاکہ وہ اعلیٰ طرزِ تحریر، تحقیق اور تنقید سے آشنا ہو سکیں۔
7. ادبی کارناموں کے اعتراف کو قومی سطح پر اجاگر کیا جائے، جیسا کہ صدرِ پاکستان کی جانب سے دیا گیا "سیرت ایوارڈ" ایک مثال ہے۔
8. ادبی خدمات پر دیے جانے والے قومی اعزازات کو نصاب اور تحقیق میں حوالہ جاتی مقام دیا جائے، تاکہ ان کی افادیت مزید مستحکم ہو۔
9. ادبی تحقیق میں بین المتنی مطالعہ (intertextual analysis) جیسے طریقے اپنائے جائیں، جیسا کہ ڈاکٹر یزدانی نے مثنویِ رومی اور سیرت کے امتزاج سے پیش کیا۔
10. علمی و ادبی شخصیات کے کام کو محفوظ کرنے اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کے لیے ڈیجیٹل آرکائیوز کا قیام عمل میں لایا جائے، تاکہ آئندہ نسلیں اس علمی سرمایہ سے استفادہ کر سکیں۔